رجسٹرڈ نمبر ایل ۵ ۱۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰی أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۵ | ۲۵- جون ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | ۱۵- رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ | نمبر ۱۰۰

مدینۃ المسیح

جیسا کہ پہلے اطلاع دیجا چکی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح معہ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد و مرزا شریف احمد صاحبان اور چند دیگر اصحاب کے ۲۲- جون کی شام کو ڈلہوزی جانے کے لئے روانہ ہو گئے اور رات کی گاڑی پر بٹالہ سے سوار ہوئے۔ امید ہے کہ اس پرچہ کے ناظرین کرام کے ہاتھوں میں پہنچنے تک حضور کے بخیریت ڈلہوزی پہنچنے کی اطلاع آ جائیگی۔ جب تک حضور کے متعلق مستقل پتہ کا اعلان نہیں کیا جاتا معرفت پوسٹ ماسٹر صاحب ڈلہوزی خطوط وغیرہ ارسال کرنے چاہئیں

آج کے پرچہ میں درس قرآن کے نوٹوں کے آخری صفحات شائع کئے جاتے ہیں چونکہ درس قرآن کریم اس مقام پر پہنچ کر رک گیا تھا۔ اس لئے اس سے آگے کے نوٹ نہیں لکھے

اخبار احمدیہ

کٹک میں احمدیوں کی کامیابی اور حکام کا شکریہ

الفضل کے کالموں میں احمدیان کٹک پر مظالم کی داستان چھپ چکی ہے۔

خود اہلحدیث نے ہمارے مخالفین کے خونی آشام ارادوں کی ترجمانی کی تھی۔ مقدمہ نے طول پکڑا چھ مہینے لگ گئے۔ مخالفین نے چندہ کی چھپی ہوئی اپیلیں ہر طرف دوڑانی شروع کیں اڑیسہ کا سب سے بڑا وکیل جو کسی زمانہ میں انڈیا کونسل کا ممبر بھی رہ چکا تھا ہمارے مد مقابل تھا۔ اڑیسہ کا سب سے بڑا مسلمان متمول اور بڑے بڑے معاملہ باز اور مقدمہ باز ہمہ تن مصروف پیکار۔ لاہور کے دوست نما دشمن آوازے کس رہے تھے۔ کہ یہ میاں محمود کے بوئے ہوئے کانٹے ہیں۔ سارے اڑیسہ میں "قادیانی مقدمہ" بچہ بچہ کی زبان پر تھا۔

لیکن دیکھنے والے دیکھیں کہ خداوند تعالیٰ نے محض فضل عمر ایدہ اللہ کی دعاؤں کی برکت سے احمدیوں کو کامیابی عطا کی۔ اور حاکم نے ہمارے مخالفین کی چالبازیوں اور مفسدہ پردازیوں کا اعلان خود فیصلہ میں کیا ہے۔ ایک مسجد جو احمدیوں کے لئے بند کر دی گئی تھی اُس میں نماز پڑھنے کی اجازت دیدی ہے۔

ہم تہ دل سے گورنمنٹ اور اس کے نیکدل حکام کے مشکور ہیں۔ یہ سب حضرت فضل عمر کی دعاؤں کی برکت سے ہے اللھم ایدالاسلام والمسلمین بالامام الحکیم

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا۔

فہرست نو مبائعین

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۸ء سے شروع ہوا ہے۔ مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیئے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان آکر بیعت کرتے ہیں اُن کے نام محفوظ رکھنے کی اس وقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کیگئی پھر بعض ڈاک کے ذریعہ بیعت کرنیوالوں کے نام بھی مہتمم ڈاک کی فہرست سے کسی نہ کسی باعث سے رہجاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جس قدر نام مہیا ہو سکتے ہیں۔ ان کو شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور انھیں کا یہ نمبر شمار ہے۔ (ایڈیٹر)

بقیہ اپریل ۱۹۱۸ء

۹۰۲ اہلیہ بابو عبدالغنی خاں صاحب ضلع گورداسپور
۹۰۴ والدہ شیخ اکبر علی صاحب "
۹۰۵ دختر شیخ عبدالقیوم صاحب "
۹۰۶ اہلیہ بابو عبدالقیوم صاحب "

ماہ مئی ۱۹۱۸ء

۹۰۷ چودھری حیات محمد صاحب ضلع گوجرانوالہ
۹۰۸ رحمت علی صاحب ریاست پٹیالہ
۹۰۹ مولوی محمد شریف صاحب ضلع گجرات
۹۱۰ مستری اللہ جوایا صاحب " شاہپور
۹۱۱ اہلیہ برکت علی صاحب " جالندھر
۹۱۲ حکیم حافظ چانن دین صاحب " شاہپور
۹۱۳ منشی فتح دین صاحب " لاہور
۹۱۴ احمد الدین صاحب " گجرات
۹۱۵ بھاول شیر صاحب " "
۹۱۶ اہلیہ " " "
۹۱۷ اہلیہ نور الدین صاحب " گورداسپور
۹۱۸ دختر " " "
۹۱۹ حیات محمد صاحب " ڈیرہ غازیخاں
۹۲۰ عیسیٰ صاحب " "
۹۲۱ دختر عبدالمنان صاحب ضلع ہوشیارپور
۹۲۲ اہلیہ بشیر محمد صاحب فریدکوٹ
۹۲۳ اہلیہ نظام خاں صاحب میسور
۹۲۴ جناب آصف زمان صاحب سہارنپور
۹۲۵ آمنہ صاحبہ مالابار
۹۲۶ والدہ محمد شفیع صاحب لالہ موسیٰ
۹۲۷ نتھو صاحب ضلع جالندھر
۹۲۸ احمد دین صاحب ضلع گوجرانوالہ
۹۲۹ سادو صاحب " جالندھر
۹۳۰ منشی زمان شاہ صاحب بھیرہ
۹۳۱ احمد دین صاحب ضلع لائلپور
۹۳۲ ایم محمد صاحب کالی کٹ
۹۳۳ قاسم صاحب "
۹۳۴ خان صاحب ضلع لائلپور
۹۳۵ چانن خاں صاحب " لودیانہ
۹۳۶ بیلا صاحب " گجرات
۹۳۷ غلام محمد صاحب شکار
۹۳۸ عبدالمجید خاں صاحب ضلع ہوشیارپور
۹۳۹ ملک محمد الدین صاحب " سیالکوٹ
۹۴۰ فضل الٰہی صاحب فیلڈ
۹۴۱ محمود احمد صاحب ضلع لدھیانہ
۹۴۲ سردار علی صاحب " "
۹۴۳ مراد بخش صاحب " "
۹۴۴ سعیدہ صاحبہ " "
۹۴۵ نور محمد صاحب " "
۹۴۶ علی محمد صاحب " "
۹۴۷ عطا محمد صاحب " "
۹۴۸ قدرت اللہ صاحب " "
۹۴۹ پیر بخش صاحب " "
۹۵۰ توکل شاہ صاحب " "
۹۵۱ زینب صاحبہ " "
۹۵۲ سیدانی صاحبہ " "
۹۵۳ مریم صاحبہ " "
۹۵۴ خاطمہ صاحبہ
۹۵۵ رحیم بخش صاحب ضلع لدھیانہ
۹۵۶ عبدالرحمٰن صاحب " "
۹۵۷ مسماۃ ربی صاحبہ " "
۹۵۸ عبدالحق صاحب " "
۹۵۹ مسماۃ نتی صاحبہ " "
۹۶۰ نور الدین صاحب " "
۹۶۱ غلام مصطفےٰ صاحب " "
۹۶۲ طالب بی بی صاحبہ " "
۹۶۳ صغراں بی بی صاحبہ " "
۹۶۴ رحمت اللہ صاحب " "
۹۶۵ عبدالکریم صاحب " "
۹۶۶ مسماۃ آسو صاحبہ " "
۹۶۷ خیر الدین صاحب " "
۹۶۸ ریشما صاحبہ " "
۹۶۹ جنت صاحبہ " "
۹۷۰ نعمت صاحبہ " "
۹۷۱ عبدالرحمٰن صاحب " "
۹۷۲ دولت خاں صاحبہ " "
۹۷۳ غلام دین صاحب " "
۹۷۴ آمنہ صاحبہ " "
۹۷۵ حرمت بی بی صاحبہ " "
۹۷۶ فتح محمد صاحب " "
۹۷۷ دین محمد صاحب " "
۹۷۸ مولا داد صاحب " "
۹۷۹ مولا بخش صاحب ضلع گورداسپور
۹۸۰ محمد طفیل صاحب " "
۹۸۱ محمد نصیب " "
۹۸۲ برکت علی صاحب " "
۹۸۳ محمد الدین صاحب " "
۹۸۴ نواب دین صاحب " "
۹۸۵ پیراندتا صاحب " "
۹۸۶ جمال الدین صاحب " "
۹۸۷ فضل الدین صاحب " "
۹۸۸ عظیم بی بی صاحبہ " "

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۲۵- جون ۱۹۱۸ء

بانیٔ آریہ سماج کی سخت دلآزار تحریروں میں سے کچھ

گورنمنٹ عالیہ کی توجہ کے قابل

"ستیارتھ پرکاش" ضرور ضبط ہونی چاہیئے

(۱)

الفضل کی گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں ہم آریہ اخبارات کے اس شور و شر کی لغویت ظاہر کر چکے ہیں۔ جو انھوں نے حضرت مسیح موعود کی بعض نظموں کے متعلق برپا کر رکھا ہے اور بتا چکے ہیں۔ کہ ان نظموں میں کسی قسم کی دل آزاری اور دل شکنی نہیں کی گئی۔ بلکہ آریہ سماج کے مسلمہ عقائد اور صحیح واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے لیکن چونکہ آریہ صاحبان کی طرف سے ایک انتظام اور خاص تیاری کے ساتھ ان نظموں کے خلاف ہنگامہ آرائی کر کے۔ ہمارے دل و جگر کے ان زخموں کو بے حقیقت ثابت کرنا چاہا ہے۔ جو ان کے "رشی" پنڈت دیانند صاحب اور دیگر آریوں کے شر انگیز اور فتنہ خیز قلم کے لگائے ہوئے ہیں۔ اس لئے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ ان زخموں اور چرکوں کو از سر نو گورنمنٹ کے سامنے پیش کر کے اس انصاف کے طالب ہوں۔

اگر پیشتر ازیں ہم نے گورنمنٹ کو ان تحریروں کی طرف خاص طور پہ توجہ نہیں دلائی اور اپنے درد و رنج کا پورے طور پر اظہار نہیں کیا۔ تو اس کی یہ وجہ نہیں ہے۔ کہ ان تحریروں نے ہمارے سینہ کو چھلنی۔ ہمارے کلیجہ کو ٹکڑے اور ہمارے دل کو زخمی نہیں کر رکھا۔ اور ہمیں ان سے کوئی تکلیف کوئی دکھ اور کوئی رنج محسوس نہیں ہو رہا بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم صبر و تحمل سے کام لے رہے تھے۔ اور اندر ہی اندر لہو کے گھونٹ پی کر خاموش بیٹھے تھے۔ لیکن اب جبکہ ہمارے صبر سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی ہے اور ہم پر ستم کر کے ہمیں ہی قصوروار ٹھہرایا جا رہا ہے تو ہم خاموش نہیں رہ سکتے۔ اور نہ اپنے درد دل کو دبا سکتے ہیں۔ پس ہم گورنمنٹ عالیہ کو نہایت ادب کے ساتھ پنڈت دیانند صاحب بانی آریہ سماج کی مصنفہ کتاب "ستیارتھ پرکاش" کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جو نہایت فتنہ انگیز اور شر خیز ہے اور کوئی مذہب ایسا نہیں ہے۔ جس کے متعلق اس میں نہایت دل آزار الفاظ استعمال نہ کئے گئے ہوں۔ اور اس کے پیروؤں کو رنج نہ پہنچایا گیا ہو۔ اس کے علاوہ اس کا خطرناک نتیجہ یہ نکل رہا ہے۔ کہ چونکہ آریہ صاحبان اس کتاب کو مذہبی طور پر مقدس اور واجب العمل سمجھتے ہیں۔ اس لئے اس کی تقلید کی وجہ سے ان کی تحریروں اور تقریروں میں نہایت درشتی اور ناقابل برداشت سختی پائی جاتی ہے جس کا اعتراف سرکاری طور پر بھی کیا جا چکا ہے۔

چنانچہ گورنمنٹ صوبجات متحدہ کی ۱۵-۱۹۱۴ء کی ایڈمنسٹریشن رپورٹ میں صاف طور پر لکھا گیا ہے کہ "ان (آریہ صاحبان) کی کتب مناظرہ میں درشت کلامی کرنے میں کوئی نمایاں کمی نہیں ہوئی۔ جس میں کہ مثل سابق سچائی و معقولیت کا مطلق لحاظ نہیں رکھا جاتا ہے" صفحہ ۲۳

گورنمنٹ عالیہ کے ذمہ وار حکام کی یہ رائے بتاتی ہے کہ آریہ صاحبان ہمیشہ سے اپنی ان کتب میں جو دیگر مذاہب کے متعلق لکھتے آئے ہیں درشت کلامی اور دل آزاری کرنے کے عادی ہیں۔ اور یہ عادت ان میں ایسی پختہ طور پر گڑ چکی ہے۔ کہ جس میں کوئی نمایاں کمی واقعہ نہیں ہوتی۔ کمی واقعہ نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ جب تک آریہ صاحبان کے ہاتھوں میں ستیارتھ پرکاش ایسی کتاب موجود ہے۔ جس میں پنڈت دیانند صاحب نے دیگر مذاہب کے متعلق درشت کلامی اور سخت گوئی کو انتہائی حد تک پہنچا دیا ہے۔ اور اس میں سچائی و معقولیت کا مطلق لحاظ نہیں رکھا۔ اس وقت تک ناممکن ہے کہ آریہ صاحبان اپنی شر انگیز اور فتنہ پردازانہ تحریروں میں اصلاح کر سکیں اور سچائی اور معقولیت کی طرف متوجہ ہو سکیں۔ کیونکہ جب یہ لوگ اس شخص کی کتاب میں جسے وہ رشی اور کیا کیا سمجھتے ہیں۔ دیگر مذاہب کے متعلق ہر ایک گندے سے گندہ اور سخت سے سخت لفظ استعمال کیا ہوا دیکھتے ہیں تو پھر وہ خود کیوں اس کی تقلید کرنا اپنا فرض نہ سمجھیں۔ اور کیوں بدزبانی و سخت گوئی میں اپنے

یشنی تب بھی چند قدم آگے نہ بڑھ جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ بجائے اس کے کہ زمانہ کی نزاکت کو مدنظر رکھ کر یہ لوگ اپنی تحریروں اور تقریروں میں سنجیدگی اور متانت پیدا کریں۔ دن بدن سخت کلامی میں بڑھتے جارہے ہیں۔ اور دیگر مذاہب کے لوگوں کی دل آزاری کرکے بدامنی بے اطمینانی پیدا کرنے کا موجب ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے گورنمنٹ عالیہ کو بہت جلد اس طرف توجہ کرنی چاہیئے اور اپنی کثیر التعداد رعایا کو ان لوگوں کی دل آزاری اور تکلیف دہی سے نجات دلانی چاہیئے۔ جو اس صورت میں ممکن ہے کہ ستیارتھ پرکاش کو جو تمام فتنوں اور شرارتوں کی جڑ اور ہر قسم کی درشت کلامی و بیہودہ گوئی میں آریوں کی راہنما ہے۔ ضبط کرلیا جائے۔ تاکہ آئندہ کے لئے اس کی اشاعت بالکل رک جائے۔ اور آریہ صاحبان کا اس پر عمل کرنا چھوٹ جائے۔ اس سے مذہبی دنیا میں ایک ٹھنڈک سی پڑ جائیگی۔ اور آریوں کی طرف سے آئے دن جو غیر مذاہب پر سب و شتم کی بوچھاڑ ہوتی رہتی ہے۔ وہ بند ہو جائیگی۔ پس گورنمنٹ کو بہت جلدی اس طرف توجہ کرنی چاہئے اور اس بدزبانی اور درشت کلامی کی جڑ کو کاٹ کر پھینک دینا چاہیئے۔ کیونکہ اس کے چند ہی سال قائم رہنے سے جو شاخیں پھوٹی ہیں۔ وہ بتا رہی ہیں کہ اگر اس کو اکھیڑا نہ گیا اور روز بروز اس کی نشوونما ہونے دی گئی۔ تو وہ وقت دور نہیں جبکہ یہ ایک قد آور درخت ہوکر نہایت خطرناک اور برباد کن پھل پیدا کرے گا۔ اس وقت اس کا اکھیڑنا بہت مشکل ہو جائیگا اور ممکن ہے کہ حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے ناممکن ہی ہو جائے۔ یا اچھی طرح اکھیڑا نہ جا سکے۔ پس اس وقت جبکہ پانی ابھی سر سے نہیں گذرا ہم گورنمنٹ کو نہایت نیک نیتی۔ اور بڑے ادب کے ساتھ "ستیارتھ پرکاش" کے ضبط کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اور ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ اس کے متعلق ضرور کوئی کارروائی کی جائیگی۔

فی الحال ہم گورنمنٹ کے ملاحظہ کے لئے ستیارتھ پرکاش کے ان دل آزار اور فتنہ پرداز الفاظ کی مختصر سی فہرست شائع کرنا چاہتے ہیں۔ جو پنڈت دیانند صاحب بانی آریہ سماج نے مذہب اسلام کے متعلق لکھے ہیں۔ اور آئندہ ان شرانگیز فقرات کو پیش کریں گے۔ جو دیگر مذاہب کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں۔

مندرجہ ذیل فہرست ہم نے سرسری طور پر اس "ستیارتھ پرکاش" سے مرتب کی ہے جو سنہ ۱۹۱۵ء میں "مستند اردو ترجمہ از سادھا کشن مہتہ" کے سرٹیفکیٹ کے ساتھ شائع ہوئی ہے اور تمام حوالجات بہ لفظہ اس سے لئے گئے ہیں۔

خداتعالیٰ کے متعلق پنڈت دیانند کی بدزبانی

اہل اسلام کے نزدیک خداتعالیٰ کی جو شان اور عظمت ہے اسے ہر ایک انسان جانتا ہے۔ اور خوب سمجھتا ہے۔ کہ ایک ادنے سے ادنےٰ درجہ کا مسلمان بھی خداتعالےٰ کے متعلق کوئی سخت لفظ سن کر برداشت نہیں کرسکتا۔ اور جان دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ لیکن افسوس اور صد افسوس کہ پنڈت دیانند صاحب جو بڑے "ودوان" ہونے کے مدعی تھے انھوں نے مسلمانوں کی اس عقیدت اور اخلاص مندی کا ذرا بھی خیال نہ کیا جو وہ خداتعالےٰ کی ذات والاصفات سے رکھتے ہیں۔ اور نہایت بے دردی اور سنگدلی سے ان کے ایک نہایت اہم اور زبردست مذہبی احساس کو بری طرح پامال کیا۔ کاش وہ تہذیب اور شرافت سے کام لیتے تا آج ہمیں اس درد دل کا اظہار کرکے گورنمنٹ کو توجہ دلانے کی ضرورت نہ پڑتی۔

لیکن اب ہم مجبوراً اس امید کے ساتھ پنڈت دیانند صاحب کے ان دلدوز الفاظ کو ذیل میں درج کرتے ہیں۔ جنھوں نے ہمارے تن بدن کو آگ لگا رکھی ہے۔ کہ گورنمنٹ ہمارے مذہبی احساس کو پیش نظر رکھ کر ان کو ملاحظہ فرمائے۔ اور دیکھے کہ یہ کیسے شرانگیز اور فتنہ خیز ہیں۔ اور اگر اہل اسلام نے رشتہ "صبر و قرار" کو نہایت مضبوطی سے نہ پکڑا ہوتا۔ تو ان تحریروں کی وجہ سے کیسے خطرناک نتائج نکلتے۔ اور کس قدر فساد ہوتے۔

(۱) پنڈت دیانند صاحب آیت ختم اللّٰہ علیٰ قلوبھم الخ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:۔

"کیا یہ شیطان سے بھی بڑھ کر شیطنت کا کام نہیں ہے۔ کسی کے دل پر مہر لگانا کسی کی بیماری بڑھانا خدا کا کام نہیں ہو سکتا" صفحہ ۴۵۴

(۲) "خدا کے گھر میں عورتوں کی قدر زیادہ ہے اور خدا کی محبت بھی انھیں سے زیادہ تر ہے کیونکہ خدا نے بیویوں کو ہی بہشت میں ہمیشہ کے لئے رکھا ہے۔ نہ کہ مردوں کو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا بھی عورتوں میں غلطاں ہے" صفحہ ۴۵۵

(۳) "خدا کی لاف زنی بھی کچھ قابل توجہ نہیں۔ کیا ایسی باتوں سے ہی خدا اپنا سکہ جمانا چاہتا ہے۔ ہاں وحشیوں میں کوئی کیسی ہی مکاری کیوں نہ پھیلا دے پھیل سکتی ہے۔ شائستہ آدمیوں میں نہیں" صفحہ ۴۵۵

(۴) "خدا ہمہ داں نہیں" صفحہ ۴۵۵

(۵) "خدا میں قدرت بھی نہیں" صفحہ ۴۵۶

(۶) "ایک کافر شیطان نے خدا کے چھکے چھڑا دیئے۔ خدا نے یہ باتیں شیطان سے سیکھی ہونگی۔ اور شیطان نے خدا سے۔ کیونکہ سوائے خدا کے شیطان کا استاد اور کوئی نہیں ہو سکتا۔" صفحہ ۴۵۶

(۷) "خدا جھوٹا اور فریبی ثابت ہوا" صفحہ ۴۵۶

(۸) "مسلمانوں کے خدا میں بھی عیسائیوں کے خدا کی طرح بہت سے عیب ہیں" صفحہ ۴۵۶

(۹) "خدا بڑا گڑبڑ مچانے والا ہے" ص ۴۵۹

(۱۰) خدا شیطان کا بھی شیطان ٹھہرا" صفحہ ۴۶۲

(۱۱) "قرآن کے مصنف کو نہ علم ہیئت۔ اور نہ جغرافیہ آتا تھا" ص ۴۶۵

(۱۲) "واہ واہ دیکھو مسلمانوں کا خدا گویا بھان متی کا تماشا کر رہا ہے" (صفحہ ۴۶۵)

(۱۳) "عقلمند آدمی ایسے خدا کو دور سے ہی سلام کرینگے۔ اور بیوقوف ایسی باتوں میں پھنسیں گے۔ اس سے بھلائی کی بجائے برائی خدا کے پلے پڑیگی" صفحہ ۴۶۵

(۱۴) "جیسے شیطان جس کو چاہے گنہگار بناتا ہے ویسے ہی مسلمانوں کا خدا بھی شیطان کا کام کرتا ہے" ص ۴۷۱

(۱۵) "شیطان تو سب کو بہکانے والا ہے مگر خدا شیطان کو بہکانے والا ہے۔ گویا شیطان کا بھی شیطان خدا ہے" ص ۴۷۲

(۱۶) "تعجب ہے کہ جو لوٹ مچادیں۔ اور ڈاکہ ماریں وہ خدا۔ پیغمبر اور ایماندار کہلادیں" ص ۴۷۳

(۱۷) ایسا اندھا دھند لڑنے لڑانے والا اور امن میں خلل ڈالنے والا سوائے محمدی خدا کے اور کون ہوسکتا ہے" ص ۴۷۵

(۱۸) "محمدی خدا انصاف اور رحم وغیرہ نیک اوصاف سے مبرا ہے" ص ۴۷۵

(۱۹) "خدا کیا ہوا ماری ہوا" ص ۴۷۶

(۲۰) "مسلمانوں کا خدا علم طبعی سے واقف معلوم نہیں ہوتا" ص ۴۷۹

(۲۱) "اگر شیطان کو گمراہ کرنے والا خدا ہی ہے۔ تو وہ خود شیطان کا بھی بڑا بھائی ہوا" ص ۴۸۰

(۲۲) "خدا کی بے سمجھی پر تعجب کیجئے" ص ۴۸۳

(۲۳) "مصنف قرآن کی جہالت کی طرف نظر کیجئے" ص ۴۸۴

(۲۴) "قرآنی خدا بھی خوب ہے۔ کہ جس نے اندرجال کا تماشا دکھا کر جنگلی لوگوں کو اپنے بس میں کر لیا کرے" ص ۴۹۸

(۲۵) "محمدی خدا انسان کی طرح ایک خاص جگہ پر مقیم ہے۔" ص ۵۳۱

(۲۶) "واہ قرآنی خدا اور پیغمبر آپ نے اپنی مطلب براری کے لئے کیا کیا نہیں کیا" ص ۵۳۴

(۲۷) "دیکھئے قرآن کے مصنف کی چالاکی۔ عورتوں کو دام میں لانیکے لئے یہ الفاظ لکھے ہیں۔ کہ جو کچھ چاہتا ہے۔ پیدا کرتا ہے" ص ۵۳۹

(۲۸) "وہ خدا ہی نہیں۔ بلکہ کوئی چالاک آدمی ہے" ص ۵۳۹

(۲۹) "قرآن کے مصنف کا تماشہ دیکھئے" ص ۵۴۱

(۳۰) "خدا کیا ہے۔ محمد صاحب کے گھر کا اندرونی اور بیرونی انتظام کرنے والا۔ خدمتگار" ص ۵۴۳

(۳۱) "خدا محمد صاحب کے لئے بیویاں لانے والا حجام تھا" ص ۵۴۴

(۳۲) محمدی خدا کا تماشہ دیکھئے" ص ۵۴۲

مندرجہ بالا فقرات جس قدر سخت اور تکلیف رساں ہیں۔ اس کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ گورنمنٹ نہایت آسانی کے ساتھ ان کی تلخی اور حرارت کا اندازہ کر سکتی ہے۔ اور اس کتاب کے ضبط کرنے کی ضرورت کو اچھی طرح سمجھ سکتی ہے جس میں کے یہ چند فقرے ہیں۔

پس امید ہے کہ جلد اس کے متعلق کارروائی کی جائیگی۔ کیونکہ ان فقرات کا ایک ایک نقطہ تیر ہے جو مسلمانوں کے سینوں کو چھید کر پار نکل رہا ہے۔ اور ایک ایک حرف نیزہ ہے جو کلیجہ کو ریزہ ریزہ کر رہا ہے لیکن چونکہ ان کی زبان پر آہ اور لب پر فغاں نہیں ہے اور انہوں نے ابھی تک باقاعدہ اور پُر زور طریق سے گورنمنٹ عالیہ کو اپنی تکلیف اور رنج سے آگاہ ہی نہیں کیا۔ اس لئے آریہ صاحبان نے ان کو بیجان سمجھ کر گمنامی کے گڑھے میں پھینکنے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ اور اگر ہماری طرف سے کبھی اور کسی وقت کسی دردمند دل نے آہ کھینچی ہے۔ اور اپنے روحانی صدمہ کا اظہار کیا ہے۔ تو اب اس کو بھی جرم قرار دینے کے لئے گورنمنٹ پر زور دیا جا رہا ہے۔ کیا اب بھی مسلمان خاموش بیٹھے رہیں گے۔ اور گورنمنٹ عالیہ کو اس دکھ اور تکلیف کی طرف توجہ نہ دلائینگے۔ جو پنڈت دیانند صاحب کے دل آزار اور دلدوز الفاظ سے انھیں پہنچ رہی ہے۔ اور اندر ہی اندر خون جگر پیتے اور لخت جگر کھاتے رہینگے۔ ہمیں امید ہے کہ اگر متفقہ طور پر اس کے متعلق آواز اٹھائی گئی۔ اور تمام مسلمان اخبارات نے گورنمنٹ کو توجہ دلانا اپنا فرض سمجھا۔ تو ضرور گورنمنٹ توجہ کریگی۔ اور اس دل آزار کتاب کو ضبط کر کے مسلمانوں کو شکر گذاری کا موقعہ دیگی۔ چونکہ ستیارتھ پرکاش میں اسلام کے متعلق جو بدزبانی کی گئی ہے۔ وہ کسی خاص فرقہ کے عقائد کو مدِ نظر رکھ کر نہیں کی گئی۔ بلکہ ان امور کے متعلق کی گئی ہے۔ جو ہر ایک فرقہ کے لوگوں کے نزدیک واجب الاحترام ہیں۔ اس لئے اس کے خلاف آواز اٹھانا سبھی کا فرض ہے۔ اور امید ہے کہ وہ اس فرض کے ادا کرنے کی ضرور کوشش کریں گے۔

باقی رہا اس پر توجہ کرنا یا نہ کرنا اسے قابل پذیرائی سمجھنا یا نہ سمجھنا گورنمنٹ کا کام ہے۔ لیکن توجہ دلانا ہمارا فرض ہے۔ جس کی ادائیگی کا ہمیں خیال ہونا چاہئے۔ لیکن اگر ہم نے اس کے ادا کرنے میں سستی یا لاپرواہی سے کام لیا۔ تو اس کا وبال ہمیشہ کے لئے ہماری گردنوں پر رہیگا۔ اور آنے والی نسلیں جب دیکھیں گی کہ "ستیارتھ پرکاش" میں اسی پاک اور مطہر ہستی کے متعلق جو ہر قسم کے عیبوں۔ اور نقصوں سے پاک اور تمام قسم کی خوبیوں اور صفتوں کی جامع ہے۔ نہایت گندے اور ناپاک الفاظ استعمال کئے گئے تھے۔ مگر ہمارے بڑوں نے ان سے آگاہ ہو کر ان کے خلاف زبان تک نہیں ہلائی اور گورنمنٹ کو توجہ تک بھی نہیں دلائی۔ تو کیا کہینگی یہی کہ سر پیٹ کر رہ جائینگی۔ اور ہماری مذہبی بیغیرتی اور بے حمیتی کا ماتم کریں گی۔ پس تمام مسلمان

اخبارات کا۔ خواہ وہ کسی فرقہ کے ہوں۔ غرض ہے اور نہایت ضروری فرض ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے خلاف زبردست آواز اٹھائیں۔ اور گورنمنٹ کو اس کے ضبط کرنے کی طرف نہایت ادب گر نہایت پرزور طریق سے توجہ دلائیں۔

اس نمبر میں ہم نے "ستیارتھ پرکاش" میں سے چند ایک وہی فقرات نقل کئے ہیں جو نہایت بے باکی سے خدا تعالیٰ کی شان میں استعمال کئے گئے ہیں۔ آئندہ ہم اس بیہودہ طرزی کو پیش کریں گے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی۔ قرآن کریم۔ اور مسلمانوں کے متعلق کی گئی ہے۔

درثمین کے خلاف آریوں کا شور و شر

سلسلہ احمدیہ کے خلاف آریہ صاحبان میں اندر ہی اندر ایک عرصہ سے جو فتنہ موجزن ہو رہا تھا۔ وہ رونما ہو گیا۔ جسے انتہائی حد تک پہنچانے کے لئے انہوں نے اپنی پوری قوت اور ساری طاقت وقف کر دی ہے۔ ان لوگوں کے دلوں میں ایک مدت سے بغض و کینہ کی جو آگ سلگ رہی تھی وہ بھڑک اٹھی۔ جس پر تمام آریہ اخبارات نے تیل ڈالنا شروع کر دیا ہے۔ ان کے سینوں میں ایک وقت سے عداوت و دشمنی کا جو ابال اٹھ رہا تھا۔ وہ طوفان بن کر نکل پڑا۔ جس کے پھیلانے کی سر توڑ کوشش ہو رہی ہے۔

یہ فتنہ فی الحال جس چیز کو مد نظر رکھکر پھیلایا جا رہا ہے۔ یہ آگ اس وقت جس چیز کے متعلق بھڑکائی جا رہی ہے۔ یہ طوفان موجودہ حالت میں جس چیز کے خلاف مچایا جا رہا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اردو نظموں کا مجموعہ "درثمین" نام کی کتاب ہے۔ جو آج نہیں بلکہ آج سے کئی سال پہلے شائع ہو چکی ہے۔ اور اس وقت تک اس کے کئی ایک ایڈیشن ہزاروں کی تعداد میں چھپ چکے ہیں۔ آریہ صاحبان چاہتے ہیں۔ کہ اس کتاب کی اشاعت کو روک دیں۔ اس کا شائع کرنا بند کر دیں۔ اور یہی نہیں۔ بلکہ وہ یہاں تک تلے ہوئے ہیں۔ کہ اس کو ہمارے ہاتھوں سے ہمیشہ کے لئے چھین لیں۔ اس کے پڑھنے پڑھانے سے ہمیں روک دیں۔ اس کے مطالب اور معانی کو ہمیں محروم کر دیں۔ یعنی سرکاری طور پر اسے ضبط کرا دیں اس کے لئے اب انہوں نے سر توڑ کوشش شروع کر دی ہے۔ اور اپنی پوری پوری طاقت اور ہمت سے اپنے سارے اثر اور رسوخ سے اپنے تمام مال اور دولت سے اس میں کامیابی حاصل کرنے کے درپے ہیں۔ لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ انہیں اس مقصد میں کامیابی ہو۔ اور کیا یہ ان کی طاقت میں ہے کہ اس برگزیدہ خدا کے کلام سے ہمیں محروم کر دیں جس کے منہ سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ کو ہم اپنی جان و مال عزت و آبرو خویش و اقارب سے عزیز سمجھتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک حضرت مسیح موعود کے کلام کی وہی پوزیشن ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے مرسل اور مامور لوگوں کے کلام کی دیگر مذاہب والوں کے نزدیک ہے۔ اس لئے ہم اس دست اندازی کو کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے"۔

آریہ صاحبان گورنمنٹ پر بڑا زور دے رہے ہیں۔ کہ وہ درثمین کو ضبط کرے۔ لیکن ہمیں گورنمنٹ کے عدل و انصاف پر پورا بھروسہ رکھنا چاہئے۔ اور یقین کرنا چاہئے۔ کہ گورنمنٹ ضرور ہمارے مذہبی جذبات اور احساسات کا خیال رکھیگی۔ اور ایسے لوگوں کے شور و شر کو کوئی وقعت نہ دیگی جن کی مذہبی کتب بیشمار شر انگیز اور دل آزار تحریروں سے بھری پڑی ہیں۔ جن میں سے ستیارتھ پرکاش میں سے بطور نمونہ اس پرچہ میں کچھ پیش کی گئی ہیں۔

آریہ سماجیوں کے نزدیک ستیارتھ پرکاش کی کیا وقعت ہے

آریہ اخبار "پرکاش" نے "درثمین" کے متعلق "آریہ گزٹ" کے پیدا کئے ہوئے فتنہ سے اپنا عدم اتفاق ظاہر کر کے ہماری نسبت لکھا ہے۔ کہ "ہم اسی جواب پر اکتفا کرتے کہ یہ کتاب سکول میں نہیں پڑھائی جاتی۔ بخلاف اس کے انہوں (احمدیوں) نے ستیارتھ پرکاش پر وار کر دیا ہے۔ گویا ان کی نظر میں درثمین وہی وقعت رکھتی ہے جو ستیارتھ پرکاش آریہ سماجیوں کے نزدیک رکھتی ہے"۔

قبل اس کے کہ ہم درثمین اور ستیارتھ پرکاش کی پوزیشن کے متعلق کچھ کہیں ایڈیٹر صاحب پرکاش کے تجاہل عارفانہ پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے جو انہوں نے آریہ سماجی اخبارات کی تحریروں کے ساتھ ظاہر کیا ہے۔ وہ ہمیں تو کہتے ہیں کہ "ہم اسی جواب پر اکتفا کرتے۔ کہ یہ کتاب سکول میں نہیں پڑھائی جاتی" لیکن یہ نہیں دیکھتے۔ کہ ہمارے اس بڑے بھائی آریہ گزٹ (جو اس فتنہ و فساد کا بانی مبانی ہے) اور دیگر آریہ اخبارات نے کہاں تک اپنی اس غلط بیانی اور دروغ بافی پر ندامت کا اظہار کیا ہے۔ کہ "قادیان کے سکول میں درثمین نام کی کتاب پڑھائی جاتی ہے"۔ ندامت کا اظہار کرنا اور اپنے جھوٹ کی تردید کرنا تو الگ رہا۔ آریہ گزٹ تو ابھی تک دیگر اخبارات اور افراد کی ایسی تحریریں شائع کر رہا ہے۔ جو اسی کی غلط بیانی اور دھوکہ دہی کی بنا پر لکھی گئی ہیں۔ اور پھر یہی نہیں۔ بلکہ اس نے تو ہمارے مذکورہ بالا جواب پر اپنی پہلی غلط بیانی کی تائید میں ایک اور غلط بیانی سے سہارا لینا چاہا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے تازہ پرچہ میں لکھتا ہے کہ:-

الفضل قادیانی اخبار میں لکھا گیا ہے کہ درثمین سکول میں نہیں پڑھائی جاتی۔ اگر

اب نہ بھی پڑھائی جاتی ہو تو بھی یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ کورس میں رہی ہے۔"

اس کے متعلق ہم علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ آریہ گزٹ نے جس طرح پہلے غلط بیانی سے کام لیا تھا۔ اسی طرح اب بھی لیا ہے۔ کیونکہ یہ بھی غلط اور جھوٹ ہے کہ کبھی درثمین "درثمین" تعلیم الاسلام ہائی سکول کے پراسپکٹس میں رہی ہے۔ اگر آریہ گزٹ کے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے۔ تو پیش کرے۔ ورنہ شرمائے۔ کہ جھوٹ کی تائید میں اسے ایک اور جھوٹ بولنا پڑا۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ جھوٹ بولتے ہوئے اسے اپنے اوپر ضرور ندامت دامن گیر ہوئی ہے۔ اور جس بنا پر اس نے "درثمین" کے خلاف طوفان بے تمیزی برپا کیا تھا۔ وہ بر آب نظر آتی ہے۔ اسی لئے اسے لکھنا پڑا ہے کہ درثمین کورس میں" اگر اب نہ ہو تو بھی ضروری ہے کہ ایسی شر انگیز کتاب کو جو مغائرت پھیلاتی ہو۔ اور فساد کا موجب ہو نیست و نابود کر دیا جائے۔ تاکہ یہ زیادہ شر انگیزی نہ کر سکے۔"

ان الفاظ سے جہاں یہ ظاہر ہے کہ آریہ گزٹ نے اس غلط بیانی سے رجوع کر لیا ہے۔ جو اس نے لالہ دیوی چند صاحب ایم۔ اے کی روایت پر بیان کی تھی۔ اور جسے "درثمین" کے خلاف بیہودہ سرائی کرنے کے لئے آڑ قرار دیا گیا تھا۔ وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آریہ گزٹ اس بات کو تسلیم کرتا ہے "کہ ایسی شر انگیز کتاب کو جو مغائرت پھیلاتی ہو۔ اور فساد کا موجب ہو نیست و نابود کر دیا جائے۔ تاکہ یہ زیادہ شر انگیزی نہ کر سکے۔"

اب یہ بات باقی رہ گئی۔ کہ ایسی کتاب کونسی ہے۔ آیا "درثمین" ہے۔ یا "ستیارتھ پرکاش"۔ "درثمین" کے متعلق تو ہم نہایت واضح الفاظ میں آریہ صاحبان کو مطلع کر چکے ہیں۔ کہ

"اگر آپ صاحبان یہ ثابت کر دیں کہ درثمین میں آریہ مذہب کے متعلق جو کچھ نظم کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے

اور ہم احمدیہ جماعت کو چیلنج دیتے ہیں۔ کہ ان باتوں کو ہماری کتابوں سے نکال کر پیش کریں۔ تو ہم ہر وقت اس چیلنج کو منظور کرنے اور درثمین کے اشعار کی صداقت کو آپ کی کتابوں کے حوالجات۔ اور صحیح واقعات سے ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ آپ بھی ٹھنڈے دل سے ہمارے ثبوت کو ملاحظہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور بوقت تحریری ثبوت اس طرح شور نہ مچائیں۔ جس طرح کہ اس وقت مچا رہے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی ہم نے مختصر طور پر ان اشعار کی صداقت بھی ظاہر کر دی تھی۔ جو آریہ گزٹ نے پیش کئے تھے۔ اس کے ابد آریہ صاحبان ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ درثمین کے اشعار شر انگیز ہیں کیونکہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ ان میں وہی کچھ بیان کیا گیا ہے۔ جو ان کی مذہبی کتب میں موجود ہے۔ تو اسے شر انگیز قرار دینے کے یہ معنی ہوئے کہ وہ اپنی کتابوں کو شر انگیز قرار دے رہے ہیں ایسی صورت میں انہیں درثمین کے ضبط کرانے کی کوشش کرنے سے پہلے اپنی کتابوں کو ضبط کرانا چاہئے۔ تاکہ شر انگیزی کی اصل جڑ ہی کٹ جائے۔ اور دوسروں کے لئے ان کی شر انگیز باتوں کے پیش کرنے کا موقعہ ہی نہ رہے۔ اس سے درثمین کی پوزیشن بالکل صاف ہو گئی اور اس کے متعلق اس وقت تک آریہ صاحبان کا شور مچانا فضول اور غو ٹھہر گیا۔ جب تک کہ وہ یہ نہ ثابت کر دیں کہ اس میں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ اور ان کی طرف جھوٹ باتیں منسوب کی گئی ہیں۔ مگر ان کا اس طرف نہ آنا۔ اور یونہی درثمین کے اشعار کو فتنہ انگیز اور خلاف تہذیب کہتے جانا محض لغو اور الٹا ان کی اپنی کتابوں کو بھی فتنہ انگیز اور شر خیز ثابت کرتا ہے۔

اس طرح درثمین کی پوزیشن کو صاف کرنے ہوئے ہمیں اس بات کی ضرورت پیش آئی ہے کہ ستیارتھ پرکاش جو ہر قسم کے فتنہ و فساد کی جڑ ہے۔ اس کی حقیقت بیان کریں۔ اور گورنمنٹ عالیہ کو اس کی طرف توجہ دلائیں۔ چنانچہ اسی پرچہ میں ہم نے اس کے متعلق ابتدا کی ہے۔ اور آئندہ انشاء اللہ اس سلسلہ کو جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ اور دیکھیں گے کہ آریہ گزٹ ستیارتھ پرکاش کی ان فتنہ پرداز اور مفسدہ انگیز تحریروں کو پڑھ کر اپنی اس بات پر کہاں تک قائم رہتا ہے۔ اور ہماری تائید کرتا ہے۔ کہ "ایسی شر انگیز کتاب کو جو مغائرت پھیلاتی ہو۔ اور فساد کا موجب ہو نیست و نابود کر دیا جائے"

اب ہم پرکاش کے ان الفاظ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جو اس نے ہمارے ستیارتھ پرکاش کو شر انگیز ثابت کرنے کے متعلق لکھے ہیں۔ کہ گویا ان کے (ہمارے) نظر میں درثمین وہی وقعت رکھتی ہے۔ جو ستیارتھ پرکاش آریہ صاحبوں کے نزدیک رکھتی ہے۔"

اس کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ اس سوال کے چھیڑنے کی ضرورت ہی نہیں۔ کہ ستیارتھ پرکاش کی آریہ صاحبوں کے نزدیک کیا وقعت ہے۔ اور درثمین کی احمدیوں کے نزدیک کیا۔ کیونکہ زیر بحث معاملہ وقعت کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ کونسی کتاب ایسی ہے جو فتنہ و فساد کا باعث ہے۔ اور جس میں نہایت بدتہذیبی کے ساتھ دوسروں کی سخت دل آزاری کی گئی ہے۔ اگر ستیارتھ پرکاش ایسی ہے۔ اور واقعی ایسی ہی ہے جیسا کہ ہم ثابت کر کے دکھلائیں گے تو بالفاظ آریہ گزٹ فیصلہ ہو گیا۔ کہ "ایسی شر انگیز کتاب کو جو مغائرت پھیلاتی ہو۔ اور فساد کا موجب ہو نیست و نابود کر دیا جائے۔" اس صورت میں۔ اگر اور نہیں۔ تو آریہ گزٹ کو ہمارے ساتھ مل کر ستیارتھ پرکاش کے نیست و نابود کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ لیکن اگر یہی دریافت کرنا ہے۔ کہ ہم درثمین کو آیا وہی وقعت دیتے ہیں۔ جو آریہ سماجیوں کے نزدیک ستیارتھ پرکاش کی ہے۔ تو اس کا اصل جواب ہم اس وقت دے سکتے ہیں۔ جبکہ پہلے

یہ معلوم ہو کہ آریہ صاحبان ستیارتھ پرکاش کو کیا وقعت دیتے ہیں۔ کیا وہ اسے الہامی کتاب مانتے ہیں۔ یا کیا اسے ایک ایسے انسان کا کلام سمجھتے ہیں۔ جو خدا کا مامور۔ اور سفر کردہ تھا۔ یا کیا وہ اس کی ہر بات کے ماننے کے ویسے ہی پابند ہیں۔ جیسا کہ ویدوں کی۔ جب تک ان باتوں کا جواب نہ دیا جائے۔ ہم نہیں سمجھتے۔ کہ وہ ستیارتھ پرکاش کو کیا وقعت دیتے ہیں۔ . . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . . اس وقت تک جو کچھ مطلب ہم نے سمجھا ہے۔ وہ تو یہی ہے کہ ہمارے آریہ صاحبان جب کسی مسئلہ میں پھنس جاتے ہیں۔ تو گذشتہ طور پر ستیارتھ پرکاش کے ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور اسے کچھ بھی وقعت دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور پھر دوسرے دن اردو ستیارتھ پرکاش میں جو تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ وہ بھی اس کی وقعت کی حقیقت کو ظاہر کر رہا ہے۔ ایسی صورت میں ہم کس طرح جا سکتے ہیں۔ کہ ہم ویدوں کو وہ ہی وقعت دیتے ہیں یا نہیں۔ جو آریہ صاحبان ستیارتھ پرکاش کو دیتے ہیں۔ ہاں ہم اپنے طور پر بتا سکتے ہیں۔ کہ ہمارے نزدیک وید کسی انسان کا کلام ہے۔ جسے ہم خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اور رسول سمجھتے ہیں۔ اور اس کلام کو وہی وقعت دیتے ہیں۔ جو ایسے انسانوں کے کلاموں کو آج تک دی جاتی ہے۔ مگر ستیارتھ پرکاش جو ایک ایسے انسان کے خیالات کا مجموعہ ہے جسے خدا کا مامور ہونیکا کوئی دعویٰ نہیں تھا۔ کچھ بھی وقعت نہیں دیتے۔ امید ہے کہ ایڈیٹر صاحب پرکاش اس وقت کو سمجھ گئے ہونگے۔ جو ہمارے نزدیک ویدوں کی ہے۔ اور خود اس وقعت کے سمجھانے کی کوشش کریں گے۔ جو آریہ سماجیوں کے نزدیک ستیارتھ پرکاش کی ہے۔

ہنگامۂ یورپ

جرمنی کی اضطرابی حالت

لندن۔ ۱۴ جون۔ دسول ملٹری گزٹ کا خاص تار) فرانسیسی محاذ سے ایک وقائع نگار رقمطراز ہے۔ غنیم کا جلد اور بار بار حملہ کرنا اس بات کا کافی ثبوت ہے۔ کہ اپنی عظیم الشان کوشش کو بہت جلد انتہائی عروج پر پہنچانے والا ہے۔ اب تک محاذ روس کی امدادی فوج جسے موسم سرما میں مدت تک آرام کیا تھا جرمن فوج کی قوت کو برقرار رکھا ہے۔ لیکن یہ طاقت حاصل کرنے والے ذرائع بہت جلد بیکار ہونے والے ہیں۔

امریکن پٹرولوں کی کامیاب پیشقدمی

لندن ۱۵ جون۔ ایک امریکن سرکاری کمیونیک مظہر ہے کہ چیٹو تھیری اور مارن کے محاذ جنگ پر توپخانے کی جد و جہد بدستور جاری رہی۔ ہمارے پٹرولوں نے ۱۷- جون کی رات کو دریائے مارن کو عبور کر کے قیدی گرفتار کئے۔

فرانسیسیوں کی خفیف پیشقدمی

لندن ۱۶- جون گذشتہ شب کی فرانسیسی کمیونیک مظہر ہے کہ انت دیدیر کے شمال اور آین و مانت دیدیر کے درمیان توپخانہ بہت سرگرم رہا۔ وریسے کے جنوب میں ہم نے ایک کامیاب حملہ کیا۔ اور خطہ دکیس برکوتن میں جو مقام ۱۴- جون کو ہمارے ہاتھ سے نکل گیا تھا اسکو دوبارہ واپس لے لیا۔ خطہ لاکری میں فرانسیسیوں نے دشمن کے ایک حملہ کو مسترد کر دیا۔

ریمس پر دشمن کا ناکام حملہ

لندن۔ ۱۹- جون۔ آج ایک فرانسیسی کمیونیک مظہر ہے کہ گذشتہ سہ پہر کو ۷ بجے جرمنوں نے ریمس کے سارے محاذ پر دیگنی سے دو تو پسل کے مشرق تک شدید گولہ باری کی۔ دشمن نے انھیں دو مقامات کے درمیان ۹ بجے شب کو حملہ کیا۔ ہم نے دشمن کے حملہ کو پوری قوت کے ساتھ روکا۔ اور ہماری جوابی آتشباری سے انھیں شدید نقصان پہنچے ۔ دریگنی اور اورسن کے درمیان ہم نے دشمن کے یورش کرنے والے سپاہیوں کو اپنی آتشباری سے روک دیا۔ اور متعدد مرتبہ انکو خط جنگ پر واپس ہونا پڑا بالآخر دشمن ہمارے مقامات تک پہنچنے میں ناکام رہا۔ ریمس کے گرد و نواح میں جو جد و جہد جاری تھی۔ وہ ہمارے موافق ختم ہوئی۔ سلیری کے جنوب و مشرق میں جرمنوں نے ایک جنگل پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن ہم نے جوابی حملہ کر کے اُسے خارج کر دیا۔

آسٹروی سپاہ محفوظہ سے کام لے رہی ہیں

لندن ۱۵- جون۔ وائرلیس اطالوی محاذ سے ۱۷- جون کو تار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ غنیم دریائے پیاوے پر جہاں کہ اس نے تھوڑی بہت کامیابی حاصل کی ہے اپنی سپاہ محفوظہ بہ سرعت تمام لا رہا ہے۔ اب یہ موقع آ گیا کہ سپاہ محفوظ کچھ کارنمایاں دکھلائے۔

اطالویوں کی حالت بہت زیادہ قابل اطمینان ہے

لندن ۱۵- جون۔ ۴ یوم کی جد و جہد کے بعد اطالوی محاذ جنگ پر اطالوی پوزیشن کے متعلق عام طور سے اطمینان کا اظہار کیا جاتا ہے۔ آسٹریوں نے جو کچھ ابتدائی کامیابی حاصل کی ہے۔ اس کو جوابی حملوں سے بتدریج کم کیا جا رہا ہے۔ شمال کے آسٹروی مانٹیلو پہاڑی کے صرف ½ حصہ پر قابض ہیں۔ آسٹریوں کی خاص کوشش مانٹیلو اور سمندر کے درمیان ہوگی۔ جنکی غرض یہ ہے کہ میدانوں تک دھکیل کر ٹریویسو پر قبضہ کیا جائے۔ اس وقت تک اس کے آثار نہیں پائے جاتے۔ کہ دشمن اس میں کامیاب ہوگا۔ کیونکہ اٹلی کے پاس کثرت سے سپاہ محفوظ موجود ہے۔ اور جو اچھی طرح سے جنگ میں حصہ لے رہی ہے۔

---

۲ یہ اس میں بعض اشعار الہیہ ہیں جنہیں ہم خدا کی وحی سمجھتے ہیں۔

درس قرآن کریم کے نوٹ

از افاضات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

(مرتبہ غلام نبی بلانوی)

سورہ رعد

بقیہ رکوع دوم

(۱۹- فروری ۱۹۱۸ء)

ظللہم کے معنی

ظل کے معنی سائے کے ہوتے ہیں۔ لوگوں نے یہی کئے ہیں۔ لیکن اس پر ایک اعتراض ہے اور وہ یہ کہ ظل اس حصہ کو کہتے ہیں۔ جو سایہ کے مقابلہ میں ہو۔ اور عدم نور کا نام ہوتا ہے۔ لیکن جو عدم شے ہے اس پر اطاعت کس طرح ہو سکتی ہے۔ تو دیکھئے کہ سایہ معنی تصرف اور زیر اثر ہونے کے آتا ہے۔ مثلاً کہتے ہیں سایۂ عاطفت یا ظل سلطانی۔ عربی میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ تو ظللہم سے مراد ان کی حکومتیں۔ طاقتیں ہیں۔ کہ جب تک خدا کی تائید رہتی ہے قائم رہتی ہیں۔ اور جب وہ ہٹ جاتی ہے۔ تو تباہ و برباد ہو جاتی ہیں فرمایا ان کا زوال اور ترقی بھی ہمارے ہاتھ میں ہیں۔

اسی طرح ظلال سے۔ ظلی وجود مراد ہیں۔ دنیا میں دو قسم کے انسان ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو کسی کی شاگردی۔ اور پیروی میں کوئی فعل کرتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو خود بخود کام کرتے ہیں۔ ایسے لوگ مسلمانوں میں بھی ہو سکتے ہیں۔ اور کفار میں بھی۔ مثلاً رسول کریم اپنے وجود میں کامل تھے۔ اب جتنے مسلمان روحانیت حاصل کرتے ہیں۔ آپ کا ظل ہونے کی وجہ سے کرتے ہیں۔

اسی طرح کفار میں ہوتا ہے۔ بعض تو کفر میں مستقل ہوتے ہیں۔ اور دوسرے ان کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے کفر کرتے ہیں۔ تو فرمایا۔ ان میں جو ظل ہیں۔ یعنی کفر کا موجب وہ بھی خدا کے قبضہ میں ہیں اور جو ان کے ماتحت اور زیر اثر ہیں۔ وہ بھی۔

(۲۵- فروری ۱۹۱۸ء)

کلام الملوک ملوک الکلام

ایک فقرہ عام طور پر مشہور ہے کہتے ہیں۔ کلام الملوک ملوک الکلام۔ بادشاہ کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ جس طرح بادشاہ کو دوسروں پر فضیلت ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کے کلام کو بھی دوسروں کے کلام پر فضیلت ہوتی ہے۔ اور واقعہ میں یہ بات درست ہے۔ ایک ہی بات مختلف درجہ کے لوگوں کے منہ سے نکلتی ہے۔ لیکن اس کا اثر کلام کرنے والے کی حیثیت کے مطابق مختلف ہوتا ہے۔ بہت دفعہ ایک بچہ کہتا ہے میں مارونگا۔ ایک جوان بھی کہتا ہے مارونگا۔ ایک بادشاہ بھی کہتا ہے مارونگا۔ ان سب نے کہا تو ایک ہی فقرہ ہے لیکن ان سب کی مار میں بہت بڑا فرق ہے۔ اسی طرح بچے ایک دوسرے سے کہتے ہیں۔ ہم ناراض ہو جائیں گے۔ ماں باپ بچوں سے کہتے ہیں۔ ہم ناراض ہو جائیں گے۔ دوست دوستوں سے۔ استاد شاگردوں سے۔ افسر ماتحتوں سے کہتے ہیں ناراض ہو جائیں گے۔ حاکم اور بادشاہ بھی کہتے ہیں۔ ہم ناراض ہو جائیں گے۔ لیکن ان سب کی ناراضگی میں فرق ہوتا ہے۔ گو لفظ ایک ہی ہے۔ لیکن جتنی جتنی طاقت محدود ہے۔ ان کی ناراضگی کا اثر بھی محدود ہے۔ تو فقرہ ایک ہے۔ لیکن ہر ایک کے کہنے میں فرق عظیم الشان اور بہت زیادہ ہے۔

اسی طرح اللہ کہتا ہے۔ ناراض ہونگا۔ اور دوسرے بھی کہتے ہیں ناراض

ہونگے۔ مگر ہر ایک کی حیثیت کے لحاظ سے معنی میں فرق ہے۔ اسی طرح خدا کی رضا میں بھی دوسروں کی رضا کی نسبت بہت فرق ہے۔

میں نے دیکھا ہے۔ بہت لوگ جو قرآن کے مفہوم سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ وہ اس لئے رہے ہیں کہ قرآن کریم کو خدا کا کلام سمجھ کر نہیں پڑھتے اگر ایسا کریں۔ تو کبھی ان کو ٹھوکر نہ لگے۔ اسی رکوع کی ایک آیت میں یہ فقرہ ہے قل ھل یستوی الاعمیٰ والبصیر۔ اسے ایک عام مثال اور معمولی بات سمجھی جاتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس میں ایسی حکمت رکھی ہے۔ کہ اگر یہی فقرہ اگر انسان استعمال کرے۔ تو اس کے مد نظر اس کا وہ مفہوم اور مطلب نہیں ہو سکتا۔ جو خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے

دیکھو یہاں کوئی گالی کے طور پر نہیں کہا کہ کفار اندھے ہیں اور مسلمان سوجاکھے۔ کیونکہ اگر اس کا صرف یہی مطلب ہے کہ ایک فریق اندھا ہے اور ایک سوجاکھا۔ تو یہ تو کافر بھی مانتے تھے۔ کہ ہم میں ایک فریق ضرور ایسا ہے۔ جو اندھا ہے پھر وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اندھے اور سوجاکھے برابر نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ان دونوں باتوں کے بتانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ اگر کفار کو اندھا کہا گیا ہے۔ تو وہ مسلمانوں کو اندھا کہہ سکتے تھے۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اندھے اور سوجاکھے برابر نہیں ہو سکتے اس لئے ان کو اس مطلب کے لئے یہ کہنا بے فائدہ تھا۔ ہاں انہیں سوجاکھے کی حالت بتلائی گئی ہے۔ اور اس سے اس طرف متوجہ کیا ہے کہ دیکھو دوسرے مذاہب کے مقابلے میں وہ باتیں اسلام میں پائی جاتی ہیں۔ یا نہیں۔ جو اندھے اور سوجاکھے میں پائی جاتی ہیں۔ اور پھر ان کو اپنے اوپر چسپاں کر کے دیکھو کہ تم اندھے ہو یا سوجاکھے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ تم اندھے ہو۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھی۔ سوجاکھے۔ تو خواہ تم کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ اور کتنا ہی زیادہ ساز و سامان کیوں نہ رکھتے ہو۔ تم کو ان پر کامیابی نہیں حاصل ہو سکتی کیونکہ اندھے خواہ کتنے ہی ہوں۔ ایک سوجاکھے کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یہ ایک ایسا رنگ دلیل کا اختیار کیا کہ جس سے ان کے دعویٰ کا تار و پود بکھر گیا ہے۔

اندھے اور سوجاکھے میں ایک فرق

اب دیکھنا یہ رہا کہ اندھے اور سوجاکھے میں فرق کیا ہوتا ہے۔ پھر یہ کہ سوجاکھے میں جو باتیں پائی جاتی ہیں وہ رسول کریم میں ہیں۔ یا کفار میں ہیں۔ یا جو اندھے کی باتیں ہوتی ہیں وہ رسول میں ہیں یا کفار میں ہیں۔ اس کے متعلق سب سے بڑی بات یہ دیکھنے کے قابل ہے کہ سوجاکھا۔ اپنی منزل مقصود کو سیدھا جاتا ہے۔ لیکن اندھا ٹھوکریں کھاتا اور گرتا پڑتا جاتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا اور نمایاں فرق ہے۔ اور یہی وہ فرق ہے۔ جو اسلام اور دیگر مذاہب میں پایا جاتا ہے۔

دنیا میں انسانوں کے قلوب کو فوجیں فتح نہیں کیا کرتیں بلکہ دلائل اور براہین سے ان کے قلوب فتح کئے جاتے ہیں۔ اور یہی بہت بڑی فتح ہوتی ہے۔ جو فوجوں سے فتح حاصل کرتے ہیں وہ اگر آج فتح مند ہوتے ہیں۔ تو کل شکست خوردہ بھی نظر آتے ہیں۔ مگر جن کو قلوب پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ وہ ایسے جم کر بیٹھتے ہیں کہ کبھی ہل ہی نہیں سکتے۔ اس لئے اصل فتح قلوب ہی کی فتح ہوتی ہے اور جو لوگ اللہ کی طرف سے آتے ہیں ان کو قلوب پر ہی فتح ملتی ہے۔ جس کے لئے ان کے ساتھ ایسے دلائل اور براہین ہوتے ہیں کہ مقابلہ پر آنے والے خود بخود مسخر ہو جاتے ہیں۔ اور ایسی بہت بڑی فوج ان کے ساتھ ہوتی ہے۔ جس سے وہ کامیاب بامراد ہوتے ہیں۔

یہاں خدا تعالیٰ یہ بتاتا ہے۔ کہ اسلام ایک مذہب ہے۔ جو ایسے دلائل دیتا ہے۔ کہ جن کو اگر ساری دنیا کے علوم مل کر بھی توڑنا چاہیں تو نہیں توڑ سکتے۔ کیونکہ اس کی مثال سوجاکھے کی ہے۔ اور دوسرے مذاہب کی اندھے کی کیونکہ ان کی تعلیمیں آئے دن بدلتی رہتی ہیں۔ کبھی کچھ ہوتا ہے۔ کبھی کچھ ہوتا ہے۔ اور یہ ثبوت ہے۔ اس بات کا کہ جس طرح اندھا کبھی کہیں ہاتھ مارتا ہے۔ اور کبھی کہیں۔ اسی طرح ان مذاہب پر عمل کرنے والے بھی ایک وقت میں ایک بات پیش کرتے ہیں۔ اور دوسرے وقت خود ہی اس کے خلاف کہتے ہیں۔ مگر دیکھو اسلام کی تعلیم قرآن میں جس طرح پہلے دن تھی اسی طرح اب بھی ہے۔ قرآن کا ایک شعشہ بھی تبدیل نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ لیکن دوسرے مذاہب میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ آج کچھ کہتے ہیں۔ اور کل کچھ رسول کریم کے مقابلہ میں یہی حالت کفار کی تھی۔ وہ کسی ایک بات پر نہ جم سکتے تھے۔ تو اسلام اور دیگر مذاہب میں ایسا بین فرق ہے۔ کہ اس سے اس کی صداقت ثابت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس کی ہر ایک بات ایسی پکی اور مضبوط ہے کہ سیدھی صداقت کی طرف لے جاتی ہے اس مثال کے ساتھ خدا تعالیٰ بتاتا ہے۔ کہ اس رسول کو ہم نے آنکھیں دیں اور طاقت دی۔ اور اس نے ایک صداقت کو اس

مضبوطی کے ساتھ پکڑا ہے۔ کہ اس سے ذرا بھی ادھر اُدھر نہیں ہوتا۔ جو اس کے سوجاکھے ہونے کا ثبوت ہے۔ لیکن تم ہر وقت اپنی باتوں کو بدلتے۔ اور تبدیل کرتے رہتے ہو۔ جس سے تمہارے اندھے ہونے کا پتہ لگتا ہے۔ پس جب تم اندھے ہوئے۔ تو پھر کس طرح اس کے مقابلے میں کامیاب ہوسکتے ہو۔

۲۶- فروری ۱۹۱۸ء

اندھے اور سوجاکھے میں دوسرا فرق

اندھے اور سوجاکھے میں ایک بین فرق پایا جاتا ہے۔ جس کے متعلق کل میں نے بیان کیا تھا۔ اس فرق کے علاوہ اور بھی بہت فرق ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ سوجاکھا دوست۔ دشمن میں تمیز کر سکتا ہے۔ اور اندھا نہیں کر سکتا۔ مثلاً کئی اندھے اگر کچھ لوگوں سے جنگ کریں۔ تو انہیں یہ نہیں پتہ لگ سکتا کہ ہم دوست پر حملہ کر رہے ہیں۔ یا دشمن پر۔ تو مقابلے پر کھڑے ہونے والے کو جب تک بینائی نہ ہو۔ اس وقت تک وہ یہ امتیاز نہیں کر سکتا کہ حملہ اپنے پر کر رہا ہوں یا غیر پر۔ بلکہ اس کے حملے اپنوں کے خلاف بھی ہو جاتے ہیں۔ یہی حال اسلام اور دیگر مذاہب کا ہے۔ اسلام کا کوئی اصل ایسا نہیں ہے جو دوسرے کے خلاف ہو۔ لیکن دیگر مذاہب ایک بات بیان کرتے ہیں اور خود ہی ایک اور بات اس کے خلاف پیش کر دیتے ہیں۔ ہم نے اس زمانہ میں اس نظارہ کو خوب اچھی طرح دیکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود خدا کی طرف سے جب بینائی لے کر کھڑے ہوئے۔ تو ان کے مقابلے میں اندھے آئے۔ انہوں نے حملے کئے۔ مگر ان کے تمام حملوں کے جواب میں حضرت مسیح موعود یہی کہتے تھے۔ کہ دیکھو جو حملہ مجھ پر کرتے ہو وہی تمہارے مانے ہوئے انبیاء پر تو نہیں پڑتا۔ مجھے منہاج نبوت پر پرکھو اور کوئی ایسا حملہ نہ کرو جو تمہارے مانے ہوئے نبیوں پر پڑتا ہو لیکن اندھے اور دینی بینائی سے محروم لوگ اس بات کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور حملے کرتے چلے جاتے ہیں۔ جو ان کے اپنے ہی خلاف پڑتے ہیں۔ تو سچے اور جھوٹے مذہب میں امتیاز کرنے کا یہ بھی ایک طریق ہوتا ہے۔ کہ جھوٹے مذہب کے کبھی سارے اصول ایک دوسرے کے ممد و معاون نہیں ہوتے۔ لیکن سچے مذہب کے تمام اصول ایک دوسرے کے ممد ہوتے ہیں۔ اور ان میں ایک دوسرے سے اختلاف و تضاد نہیں پایا جاتا۔ تمام باطل مذاہب اندھے کی طرح ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دیکھو تمہارے مقابلے میں کسی بڑی طاقت کی ضرورت نہیں۔ تم تو اندھے ہو تم میں سے ہر ایک کا حملہ ایک دوسرے کے ہی خلاف ہے۔ لیکن ہمارے نبی کی تعلیم ایسی نہیں۔ اس کی ایک بات دوسری کی ممد اور معاون ہے۔ اس لئے کامیابی اسی کو ہوگی

کیا ظلمت اور نور مساوی ہے

پھر فرمایا اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ اور بات دیکھو کیا اندھیرا اور نور برابر ہوتے ہیں۔ اندھیرے میں جو تکالیف۔ خطرے۔ اور نقصان ہوتے ہیں۔ وہ نور میں نہیں ہوتے۔ پھر جب نور آتا ہے۔ تو یہ نہیں ہوتا کہ ظلمت کو دور کرنے کے لئے اس کے ساتھ فوجیں آیا کرتی ہیں۔ بلکہ وہ خود بخود اپنی جگہ بنا لیتا ہے۔ اور ظلمت کو بھگا دیتا ہے۔ اسی طرح اسلام جو آیا ہے۔ یہ نور ہے۔ اس کے مقابلہ میں کفر جو ضلالت ہے۔ وہ کہاں ٹھہر سکتی ہے۔ وہ تو خود بخود مٹتی چلی جائیگی۔ اور اسلام پھیلتا چلا جائیگا۔ سوائے اس کے کہ وہ جو صم بکم عمی ہو جائے۔ اور دروازے اور مکان کے تمام سوراخ بند کر کے بیٹھ جائے۔ وہ اس کی روشنی سے محروم رہے۔ تو رہے۔ ورنہ اسلام تو سورج کی طرح۔ جہاں سوراخ دیکھیگا وہیں سے گھس جائیگا۔ پس اسلام اور کفر کا مقابلہ ہی کیا ہے۔ کفر اسلام کے مقابلہ میں ٹھہر ہی کب سکتا ہے۔

تو فرمایا کیا نور اور ظلمت کا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ یہ رسول تو نور ہے۔ پھر تمہارے پاس جو ظلمت ہے وہ اس کا مقابلہ کہاں کر سکتی ہے۔

اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۔ کیا انہوں نے اللہ کے مقابلہ میں کوئی شریک بنا رکھا ہے کہ جس نے اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں کی طرح کچھ پیدا کیا ہے۔ پس اس کی پیدائش ان پر مشتبہ ہو گئی۔ یعنی وہ خدا کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں بوجہ ان کے ایک دوسرے میں مل جانے کے شناخت نہیں کر سکتے۔

شاید آج کل کے مولوی نہ ہوتے تو یہ آیت سمجھنی مشکل ہو جاتی ہے۔ لیکن انہوں نے کفر کی حالت میں بھی قرآن کریم کی ایک رنگ میں خدمت کر دی ہے۔ حالانکہ یہ خیال کرنا خدا کے سوا کوئی اور ہستی بھی کچھ پیدا کر سکتی ہے۔ ایک ایسا جاہلانہ خیال ہے۔ کہ معمولی عقل کا انسان بھی نہیں کر سکتا ہے۔ لیکن غیر احمدی مولوی ہیں جو کہتے ہیں

کہ حضرت عیسیٰ نے کچھ پرندے پیدا کئے تھے۔ جو اب دوسرے پرندوں میں مل جانے کی وجہ سے شناخت نہیں کئے جاتے۔ فرمایا کیا یہ تعلیم ہماری توحید کے سامنے ٹھہر سکتی ہے۔

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِیَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّیْلُ زَبَدًا رَّابِیًا ؕ وَ مِمَّا یُوْقِدُوْنَ عَلَیْهِ فِی النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْیَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ

فرمایا دیکھو جس طرح بارش ہوتی ہے اسی طرح الہام الٰہی ہوتا ہے۔ جب بارش برستی ہے۔ تو آسوقت اپنے ظرف کے مطابق گڑھے پانی لے لیتے ہیں۔ پھر کچھ گند ہوتا ہے اس کو جھاگ کے طور پر پانی اٹھا کرلے جاتا ہے۔ اسی طرح اب الہام الٰہی آیا ہے۔ جتنا جتنا کسی کا ظرف ہوگا۔ وہ اس سے فائدہ حاصل کرلیگا۔ اور جس طرح بارش کے برسنے سے گند اوپر آجاتا ہے۔ اسی طرح اگر اب تم لوگوں میں کچھ جوش وخروش پیدا ہوا ہے۔ تو وہ ایسا ہی ہے۔ جیساکہ بارش کے پانی پر جھاگ ہوتی ہے۔ اور وہ کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جو کسی وقعت کے قابل ہو۔

رکوع سوم

۱۹۱۹ء
(۲۷ - فروری)

میں نے ضمناً پہلے رکوع میں بیان کیا تھا کہ مومن اور کافر کا مقابلہ کبھی نہیں ہو سکتا ہے۔ جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے اور کافر اسکے مقابلہ میں ناکام ہوتا ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ باوجود مخالفت اور عناد کے انبیاء کے ماننے والوں کو نہ ماننے والے نیک اور متقی سمجھتے ہیں۔ یہاں اس بات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ یہ تو تم بھی مانتے ہو کہ انسانی اعمال اور اخلاق کے لحاظ سے یہ لوگ (مسلمان) اچھے ہیں۔ پس جب اعمال اور اخلاق ان کے اچھے ہیں۔ تو پھر کامیابی بھی انھیں کو حاصل ہونی چاہیئے۔ انبیاء کے ماننے والوں کے اخلاق اور عادات اور اعمال کا اچھا ہونا اس قدر ضروری ہے کہ اگر ان لوگوں میں یہ صفات نہ رہیں تو ان پر کفار کو غلبہ دیدیا جاتا ہے۔ تو وہ لوگ تسلیم کرتے تھے کہ مسلمان اعمال کے لحاظ سے اچھے ہیں۔ چنانچہ رسول کریم کو وہ صادق اور امین کہتے۔ اور بدعہد نہیں سمجھتے تھے۔ تاہم آپ کو قبول نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰی ؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ کیا وہ شخص جو جانتا ہے کہ میرے اوپر حق اتارا گیا ہے۔ وہ اندھے کیطرح ہو سکتا ہے یعنی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ بڑی سیدھی بات ہے۔ تاہم عقلمند لوگ ہی نصیحت حاصل کر سکتے ہیں۔ (وہ کون ہیں) وہ لوگ جنہوں نے اسلام قبول کیا آگے ان کے اوصاف بیان فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ لَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ۙ وَ الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ یَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ؕ کہ وہ اللہ کے عہد کو پورا کرتے اور عہد کو توڑتے نہیں۔ جس امر کے جوڑنے کا اللہ نے انھیں حکم دیا ہے اسے جوڑتے ہیں۔ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کی تکلیف سے ڈرتے ہیں۔ وَ الَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً وَّ یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَی الدَّارِ ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ؕ اور وہ لوگ جو اپنے رب کی رضامندی چاہنے کے لئے صبر سے کام لیتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں اور اس سے خرچ کرتے ہیں جو ان کو دیا گیا۔ پوشیدہ وظاہرہ بدی کا نیکی کیساتھ مقابلہ کرتے ہیں۔ یعنی کفار لوگ بدی کرتے ہیں۔ اور یہ نیکی اس سے موازنہ ہوجاتا ہے کہ بدی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور نیکی کا کیا۔ اور اسطرح جب بُرائی کا نتیجہ بُرا نکلتا ہے تو لوگ برائیاں چھوڑ دیتے ہیں (۲) یا یہ کہ کوئی بدی کرے تو یہ اس کے ساتھ نیکی کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے عقبی الدار ہے۔ جو کہ باغ ہیں ہمیشہ رہنے والے یہ اس میں داخل ہونگے اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولادوں کو جو نیک ہونگے۔ انکو بھی ان کے ساتھ ہی جگہ دیجائیگی۔ یہ اللہ کا فضل ہوگا۔ کہ مومن کے مومن رشتہ دار بھی اس کے ساتھ ہی رکھے جائیں گے تاکہ ایک دوسرے کی جدائی کا انھیں صدمہ نہ رہے۔ جس کے پاس سب کو جمع کیا جائیگا۔ اس کے اعمال سے کچھ کمی کرکے انھیں داخل ہونے کے قابل نہیں بنایا جائیگا۔ بلکہ ان کے اعمال میں زیادتی کرکے ایک ہی مقام پر سب کو رکھا جائیگا۔ اور فرشتے ہر طرف کے دروازوں سے ان کے پاس آئیں گے۔ اور انھیں کہیں گے سلامتی ہو تم پر۔ اس سبب سے کہ تم نے صبر کیا پس یہ اچھا عقبی الدار ہے۔